جواہر منظوم

یعنی

ترجمۂ منظوم اردو منتخبات نظم انگریزی حصہ اول

جو

مدارس سرکاری مین پڑھائی جاتی ہیں

حسب الارشاد فیض بنیاد جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی

مقام الہ آباد

گورنمنٹ پریس مین چھاپا گیا

سنہ ۱۸۶۵ ع

[illegible] Edition 500 Copies — دفعہ [illegible] ۵۰۰ جلد

Price per copy 3 As — قیمت فی جلد ۳ آنہ

گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب

دیباچہ

یہہ ترجمہ جو طبع ہوا ہی اِسکو منشی **غلام مولیٰ** سابق ملازم سررشتۂ تعلیم نے
حسب الحکم صاحب **انسپکٹر بہادر** قسمت اوّل میرٹھ کے منتخبات نظم
انگریزی حصہ اول سے نظم مین بزبان اُردو ترجمہ کیا تھا۔ اور بعد اسکے یہہ ترجمہ
واسطے اصلاح کے دہلی مین مرزا اسد اللہ خان غالب کے پاس جو شاعر نامی گرامی
ہین بھیجا گیا۔ اور بعدہ واسطے ملاحظہ اور منظوری صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ
تعلیم ممالک مغربی کے پیش ہوا چنانچہ دفتر مین صاحب ممدوح کے دیکھا گیا اور جابجا
جو غلطی ترجمہ وغیرہ پائی گئی وہ درست کر دی گئی۔ اور پھر از سر نو خط تحریر مین
آکر لفظاً لفظاً خود ملاحظۂ صاحب محتشم الیہ سے گذرا اور پھر اُسمین کچھ کچھ تغیر و تبدل
ہوکر جہان جہان حواشی مناسب معلوم ہوئے نسخہ مذکور پر بجانب صاحب ممدوح
ثبت ہوئے۔ واقعی اِس وقت اور خون جگر کھانے کی وہی لوگ کیفیت اچھی
طرح جانینگے کہ جو نظم انگریزی سے زبان اُردو بامحاورہ مین منظوم کرتے ہین
۔ لیکن اُمید کہ جو جانکاہی اور دماغ سوزی اسپر ہوئی ہی وہ بھی رایگان نجاویگی
اور جو لوگ طالب علم کہ انگریزی دان ہین اور اُنکو استعداد فارسی و اُردو مین
بھی اچھی طرح حاصل ہی مناسب ہی کہ وے اچھے اچھے مضامین نظم انگریزی کو بزبان

اُردو نظم کرنے مین طبع آزمائی کرین تاکہ اُنکے ہم وطنون کو اُس سے فائدہ
حاصل ہووے۔ واضح ہو کہ تحریر نظم انگریزی کی نظم اُردو سے بہت مختلف ہی اور
اِسی وجہ سے ایک زبان کی عبارت منظوم کو دوسری زبان مین نظم کرنا خیلے
دشوار ہی کیونکہ نظم فارسی مین وہ اشکال تشابیہ و استعارات ہوا کرتے
ہین کہ جنکا ترجمہ ہونا نظم انگریزی مین کہ جسکی عمدگی تحریر سادگی عبارت اور
راستی مضامین و خیالات پر زیادہ تر موقوف ہی بہت مشکل ہی علی العموم
تمام انشاؤن مین مناسب ہی کہ زیادہ تر معانی پر بہ نسبت الفاظ کے کہ جنسے
وہ معانی ادا ہوتے ہین لحاظ کیا جاوے فقط

اوصاف اخلاق شتر



نمبر ۱

اونٹ تو کس قدر ہی نیک و حلیم — مثل اطفال تربیت مین سلیم

خلق کو فیض عام ہی تجھ سے — انتفاع تمام ہی تجھ سے

خلق پاتی ہی تجھ سے جامہ و نان — تیز گامی ہی تیری نفع رسان

ملکِ گرمِ عرب کا ریگستان — نہ تو سایہ نہ آبِ سرد جہان

نہین چلتی جہان کی گرم ہوا — بالِ مرغ پرند سے اصلا

نہین وہان ماندگی سے تو مجبور — ہفتہ ہفتہ سے چلے نہو کم زور

ریشم و زر و گوہر رخشان — تحفہائے دمشق و ہندستان

لاے تو ہر طرف سے گرم عنان — پئے تجار و منعمانِ جہان

تجھ پہ لادے ہین لوگ بارِ گران — رات دن صورتِ جہازِ کلان

راہ ہفتون کی ای صبا رفتار
مثل سایہ تو جب کرے ہی گذار

ہووے راکب ترا جو ضعف پذیر
راہ کی ماندگی سے اور دلگیر

تو کرے وہ نگاہ مہر انگیز
ہر کنایہ ہو جسکا تسکین خیز

یعنی منزل وہ آئی ہی ایلو
ایک دن اور بھی چلے ہی چلو

اپنی ہمت کو توڑتے کیون ہو
پانی آگے ہی چھوڑتے کیون ہو

اب ہوا سکے ہین بیشتر اوصاف
آب سکے قرب پر دلائل صاف

الغرض اونٹ تو ہی نیک حلیم
مثل اطفال تربیت مین سلیم

خلق کو فیض عام ہی تجھسے
انتفاع تمام ہی تجھسے

لاکھون ویرانے اور دشت کبھو
طی نہوسکتے اگر نہوتا تو

دشت و صحرا و کوہ و ریگستان
ہی تجھے مثل شاہ راہ روان

بیان کرمک

ہی ترے پانون کے تلے کیڑا
نہین لازم کہ تو مسلے کیڑا

کرم اگرچہ خشک پوست نہین
سے یہ تماشاے صنع دوست نہین

ق

جس خداوند نے کہ تجکو دی
اور کل ذی حیات کو بھی دی

ایک شمہ اسی کے جود کا ہی
جو سبب کرم کے وجود کا ہی

چاند سورج بنائے اور تارے
کہ و مہ اُس سے منتفع سارے

سبزہ کو کردیا زمین کا بساط
تا رہین ذی حیات گرم نشاط

چند روزہ حیات کیڑونکی — نہ ستا ہونے دے بشر خوشی

بیش و کم مہر حق ہی اُنپر جو — ہونے دے اُس سے منتفع اُنکو

ایسی بے اعتنائیوں سے ملے — اُنکی وہ جان کہ پھر تو نہ دے سکے

حکایت پسر ناخدا

ایک جنگی جہاز مین جو آگ — لگ گئی آدمی سب گئے بھاگ

ناخدا کا فقط رہا لڑکا — کھڑا بالائے بام حجرہ کھڑا

تھی محیط آتش جدال و قتال — پر کھڑا تھا با آب و تاب کمال

برق رخسار سے نمایان تھی — افسری فوج باد و طوفان کی

گو وہ کم سن وسلے بہادر تھا — مردم دیدۂ تہور تھا

شعلہ سرگرم حملہ تھا پے فرار — باپ کے اذن بن وہ سمجھا عار

پدر خستہ مضطرب احوال — تہ مین بیخود پڑا تھا مردہ مثال

باز استماع سوال سے معذور — لاجرم تھا جواب سے مجبور

عاقبت باپ کو پکارا خیر — مجھکو ہی حکم جان بری کہ نہین

غافل اس سے کہ وہ حباب آسا — آشناے محیط مرگ ہوا

جب نپایا جواب پھر بھی ہوا — ملتمس باپ کی اجازت کا

اتنے مین شعلہ پاس آپہنچا — غرض توپ سے نے جواب دیا

ہو گئی آگ موج زن ہر سو — جلگئے موئے کاکل و ابرو

حالتِ نزع گرچہ تھی طاری
پر عیان رُخ سے تھی جگرداری

برق وش پھر کڑک کے بولا یون
ای پدر اب بھی کیا کھڑی ہی رہون

پھر تو آتش ہوئی محیط جہاز
بادبان و رسن مین تختہ طراز

چڑھ گیا جست کر کے یکبارہ
شعلہ جھنڈے پہ شکل فوارہ

اور پھریرہ سا وہ فلک فرسا
اُس بہادر کے سر پہ لہرایا

مشتعل کر کے بادبان و طناب
چھا گیا مثل چادرِ مہتاب

آئی لڑکے کے پھٹنے کی یکبار
ایک آواز صاعقہ کردار

آہ اُسوقت کا کوئی پوچھے
ماجرا بادِ آتش افگن سے

جسنے دریا مین کر دیے پرزے
دم مین کشتی کے اور سکّان کے

گرچہ وہان پر جہاز خوب لڑا
اور شجاعون نے کام اپنا کیا

سب سے نایاب تر زرو شرف
دل کو دکھ تھا وہان ہوا جو تلف

بیان جنت

اُس زمین کا کیا جو تمنے بیان
کہ اہالی ہین وہان کے خوش گذران

وہ چمکتے ہوئے کنارے جو
نظر آتے ہین کیا وہین ہین وہ

نہین کر سکتے کیا ہم اُسکی تلاش
نہ رہے تا غم اور رہین بشاش

ق

کیا وہین لہلہا رہے ہین مگر
کیا وہین رقص مین ہین ای مادر

گل نارنگ تازۂ و سیراب
سبز شاخون پہ کرمکِ شب تاب

سوال پسر

وہان نہین وہان نہین ہی ای فرزند

کیا وہین ہی وہ سرزمین ای مان   ہی جہان ریشہ دار نخلستان
آفتاب اسپہ جب چمکتا ہی   خرما گرمی سے اسکی پکتا ہی
یاہی واقع وہ خطہ انور   درمیانِ جزیرۂ اخضر
دمِ جنبش کرے ہی جسکی نسیم   دامنِ دشت پُر زعطر و شمیم
خوشنما وہ پرندِ نور افشان   سو تجلی پرون سے جنکے عیان

جواب مادر

وہان نہین وہان نہین ہی ای فرزند

سوال پسر

کیا کہین ہی کوئی قدیم جہان   اور بہت دور ہی یہان سے جہان
ریگ زر سینہ پر ہین بحر روان   لعل و الماس کان مین تابان
موتی پہلوے ساحل مرجان   کیا وہین ہی وہ سرزمین ای مان

جواب مادر

وہان نہین وہان نہین ہی ای فرزند

ق

وہان کے وہ جلوہ ہاے روح افزا   وہان کے وہ نغمہاے عشرت زا
نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھے   نہ کبھی کان نے کسی کے سُنے
یہان کے عالم مین دیکھنا ہی محال   وہان کا عالم بچشم خواب و خیال
نہ تو وہان موت کا نہ غم کا گذر   نہ زمانے کے انقلاب کا ڈر
چرخ سے ہی پرے وہ عرصہ پاک   اور برون از حدود خطۂ خاک

جواب مادر

بس وہان ہی وہان ہی ای فرزند

میرا باپ کشتیبان ہی

بحر امواج ہولناک مین تھی — ایک کشتی یہی چلی جاتی
جملہ کشتی نشین تھے سراپا — غرق دریاے خوف ہوش ربا
لیک تھا ایک طفل کشتیبان — عین طوفان مین بالب خندان
ترش ابروی موج جو دیکھی — آئی بیساختہ کچھہ اسکو ہنسی
تب لگا کہنے اس سے اک ملاح — یہہ تو وقت اور یہہ خوف اور یہہ مزاح
طفل بولا مین کیون ڈرون نادان — جبکہ ہی باپ میرا کشتیبان
سچ ہی جب ڈوبنے لگے بیڑا — ہی سہارا خدا کے لنگر کا
مشکلین سخت جو کرے آسان — اور دعا کو سنے ہی جسکے کان
وہ ہی ہر رنج کے عوض راحت — گریۂ غم مین خندۂ عشرت
متوجہ ہو اسکی جانب جو — غرق دریاے رنج وغم کیون ہو
یاد لڑکے کی ہی مثل ہر آن — کہ ہی ہم سب کا باپ کشتیبان

بیان ہندوستان

وہ درفشان زمین ہی خطۂ ہند — جسمین دریاے گنگ ہی اور سند
گنگ ہی ہندوؤن کا تیرتھ گاہ — بحر شرقی مین سند کو ہی راہ
ہند مین وہ عجب کانین ہین — جنکی قدر اہل دید جانین ہین
حیرت افزا مناظر دلکش — تازہ سیراب وخوب خرم وخوش

تاڑ ہین جیسے دیو سر بفلک / خوشنما کیلے جڑ سے پتون تک

پر طوطی سے با نوا باغات / بن مین بوزنیہا سے خوش حرکات

جھاڑیون مین ہین شیر مردم خوار / اور نیستان مین افعی سم دار

بھاگے پھرتے ہین خوف سے چیتل / چھپتے از بہر صید ہین بیکل

چھیل و جنگل قدیم اور انمن عجیب / سر دار آرامگاہ ہاے مہیب

گینڈے توڑتے ہین شاخین چرائی / اونچے پیڑون کو چر لیتے ہین ہاتی

ہین دو موسم عجیب گرم اور تر / حکمران اس وسیع میدان پر

کبھی گرمی سے یہہ جلاتا ہی / کبھی طوفان مین وہ ڈباتا ہی

گلہ گلہ ہو جوش پر تپ و تاب / بن سے اسکے گریز جانب آب

سرد کرتے ہین مضطرب شریان / جب کہین ہوتے ہین درست اوسان

ہوتا ہی دل کی جب تپش کا وفور / ہو کے بیہوش شاخ پر سے طیور

گرتے ہین مردہ وار بر سر خاک / رہتا ہی شعلہ خیز چپہ خاک

ٹوٹ پڑتا ہی عاقبت طوفان / ٹھہرتے ہین ایک ساحل و عمان

اور نکلتے ہین اسکے اندر سے / جو ذخیرے زمین کے پیٹ مین تھے

داستان اندھے لڑکے کی

ایک اندھا غریب تھا لڑکا / اپنے لوگون سے ایک لٹا

نہ اسے معلوم نور ہی کیا شی / کیا ہی بینش جو رحمت حق ہی

دت لکھتے ہو عجائبات جہان　　کہتے ہو آفتاب ہی رخشان

گرم پاتا ہون اسکو مین لیکن　　نہین معلوم رات ہی یا دن

مین بنا لون ہون اپنے روز و شب　　جب مین سوئون ہون یا کہ کھیلون جب

گرم اجاگنا رہے قائم　　دن ہی دن ہی مرے لیے دائم

اگر اوقات حال پر اپنے　　شکوہ سنتا ہون آہ غم بھرے

نہین معلوم مجکو جو نقصان　　نہین صبر و تحمل اسپہ گران

مجکو جو غم نہین ہی تم وہ ندو　　میری آسودگی نہ دور کرو

وقت گذرے ہی بیغمی سے مرا　　رات دن ہون ہی ترانہ سرا

گرچہ اندھا غریب لڑکا ہون　　شاہ ہون اپنے دل کا راجا ہون

داستان شاہ کینیوٹ

ایک دن کینیوٹ فرزانہ　　بخیالات پادشاہانہ

رونق افروز تخت تھا اور تھے　　اہل دربار گرد و پیش کھڑے

تھے خوشامد پہ سب کے سب مائل　　تا عنایت ہو شاہ کی حاصل

عرض کرنے لگے کہ بحر روان　　پادشاہ کا ہی تابع فرمان

شاہ چاہے تو موج ہو جنبان　　اور نچاہے تو ہو فرو طوفان

مسکرا کر بطنز شہ نے کہا　　امتحان شکوہ ہی اولی

سوئے دریا چلی سواری شاہ　　اور وہ سارے خوشامدی ہمراہ

تا کہ اون سب بے تمیز موجون سے
شاہ کینوٹ کی شکوہ کھلے

حکم والا کی کرسکے پابندی
دین کنارہ پہ بوسہ بازی

یہہ نتھا پادشاہ کا منشا
کہ ہو دریا پہ اسکا حکم اجرا

شاہ کو تھا یقین کہ بیشک
مالک بحر وہ خداے فلک

سینے جانا بجبلۂ تعمیل
شہ کا منشا ہی کیجے انکو ذلیل

اس گروہ خوشامدی نے لیا
ہجر مون کیطرح سرون کو جھکا

الغرض پہنچکر لب دریا
شاہ کینوٹ نے عصا کو اٹھا

طنطنہ سے کہا کہ باہم جنگ
نکرین موجہاے رنگارنگ

اس نمط حکم تو ہوا اجرا
نہ گھٹا پر وہ جوش موج وہوا

بلکہ برعکس وہان ہوا سے ہوا
اور طوفان موج اک برپا

اٹھی پرغیظ ایک موج بلند
نہی حکم شاہ کی پابند

ہم مین نزدیک تھا شہ ابھرا
جملہ نہتے بھرین حباب اٹھا

پرغضب ہوئے پادشہ یکبار
متوجہ ہوا اسونے دربار

چشم پرطیش شاہ سے یکسر
تھی یہی بات ظاہر واظہر

یعنی آتی ہی لازم اس سے کیتر
اک بری پادشاہ کی تحقیر

کینیوٹ اس فسانہ سے مشہور
ہوگیا تیرے عہد کا مذکور

نام ہی ہوچکا تھا محو ترا
پرجو تجھسے ظہور مین آیا

اُس سے شہرہ رہیگا دائم تر — تاج سے اور عصا سے قائم تر

شاہ فارس نے زد کبر مین آ — پا بزنجیر بحر شور کیا

سرکشی موج کی جو گذری شاق — کی ہتھوڑون سے اپنے ضرب و شلاق

اپنے تئین تو نے خوب پہچانا — شاہ بحر آپ کو نہین جانا

قصہ ولیم ٹیل ساکن سوٹزرلینڈ

کان رکھکر سنو ادھر آؤ — ٹیل کے پیش آیا واقعہ جو

نہر روٹس کے روز ساحل پہ — چھوٹا گلہ وہ اپنا لیجا کر

تنگ و پوسخت و رنج و دور اندیش — بہر روزی وہ رکھتا تھا درپیش

فن نخچیر مین تھا لاثانی — درمیان علاقۂ پوری

کب کسی کی سے پئے بز کوہی — تھی نظر تیز راست رو ایسی

اُسکے گھر ایک چھوٹا لڑکا تھا — خندہ رو بھورے بالون والا تھا

اسقدر خوشدل و قوی بازو — کہ خوشی کی جدا نہ دل سے کبھو

باپ کی بھیڑین اُسکی دوست تمام — بھیڑون کو وہ بلاتا لیکر نام

بچے بھیڑون کے کھیت مین جسدم — کھیلتے یہ بھی کھیلتا باہم

باپ بیٹے خوشی مین تھے ہر دم — پاس آنے نہ دیتے دل پر غم

لطف ہر روز کا اُٹھاتے تھے — طالب خوشدلی نہ تھے فردا کے

ہوتے دیکھا ہی لیکن اکثر بار ۔ صبح اُردی کو دم میں تیرہ و تار

دیکھتے دیکھتے بروزِ خوشی ۔ دل میں چھا جاتی ہی گھٹا غم کی

ابھی اُس ملک میں کشود نہ تھی ۔ صبح آزادی کی نمود نہ تھی

کہ یکایک اِک آ کے حاکم اَوَر ۔ اُنید کرنے لگا تعدی و جور

ساعتِ بد میں آسٹریا سے ۔ آیا بھیجا ہوا وہ یہاں کے لئے

یہاں جب آیا وہ وحشی مغرور ۔ نخوت و کبر کے نشے میں چور

ایک دن حاکمی کے زعم میں آ ۔ ٹیڑھی ٹوپی بلند سر پہ لگا

حکم جاری کیا کہ سجدہ کرو ۔ اور عدولِ مکابرہ سے ڈرو

جو غلام اِسمیں عذر لائیگا ۔ وہی بے شبہ مارا جائیگا

اتفاقاً اُسی صباحِ فتور ۔ کیا ولیم نے اپنے گھر سے ظہور

چھوٹے لڑکے کا وہ پکڑ کر ہاتھ ۔ سوے الٹارف آیا لیکر ساتھ

کیونکہ وہ طفل نامور اکثر ۔ اپنے گھر دیکھتا تھا صیدِ پدر

سنکے صیادوں کی بہت گفتار ۔ تھا تمنائے تلاشِ شکار

بارہا جب شبِ نشاط افزا ۔ سرِ یا صید کا بیان ہوتا

ہوتا شائق شکاری بننے کا ۔ اور کمانِ پدر اُٹھا لیتا

ہر نفع سو اُسکے سمت اُٹھائے ۔ لڑکے نے زاغ لڑکوں کے گھائے

اور پدر سہمناک و پُر خطر ۔ اہلِ پوری کے رنج و نقصان پر

دیکھا اک مجمع اور کلاہ بلند | اور چین جبین ظلم پسند

دی منادی سنے یہہ ندا ہر سو | کرو سجدہ غلامو دیر نہو

گیزلر منتظر کہ دہقانی | رکھے سجدے مین اپنی پیشانی

ٹیل تھا پر خمیدگی سے جدا | سر وسے بھی سوا سبھی بالا

اور یہہ سنجیدگی سے اوسنے کہا | نہین گردن جھکے گی بخش خدا

جان ہی گرچہ پادشاہ کے ہاتھ | پر عقیدہ مرا ہی میرے ساتھ

سنکے یہہ بات اوسکی غصے ہو | بولا حاکم نقیبون سے پکڑو

یہہ حکومت کا موہنہ چڑاتا ہی | ہمکو یہہ سرکشی دکھاتا ہی

کی ہنسی اور مقابلہ میرا | چاہیئے اسکو باغیون کی سزا

ٹھہر جاؤ یہہ گل چلا ہی بڑا | اور زمانہ مین اسکا ہی شہرا

بھلو سے بالون کا نوجوان لڑکا | لاؤ یہان آزماین فن اوسکا

تھا وہان اک درخت لیمون پاس | باندھا لڑکے کو اوس سے بیوسواس

اوسکے سر پر انھون نے سیب رکھا | اوس نے حیرت سے ہر طرف کو تکا

ٹیل نے کی پکار کر یہہ صدا | ہی اگر کچھ تو ہی گنہ میرا

انتقام اپنا مجھسے تم لے لو | پر بچاؤ بچاؤ لڑکے کو

ہاے یہہ طفل خوب تازہ جوان | کیونکہ پہنچاؤن اسکو مین نقصان

طرف سے گیزلر نے اوس سے کہا | خون اسکا اگر زمین پہ گرا

تیری ہوگی ضد سے خون ریزی | تو ہی خون ریز اسکا ہی یعنی
جلد اب تم کمان کو اپنی چڑھاؤ | سیدھے سیدھا تیر اپنا اٹھاؤ
اور جانو کہ سامنے کا سیب | اُڑ گیا تو رہائی ہی لاریب
لوگ تھے سارے مبتلائے بلا | تھی بلند اک صدائے واویلا
مرد سب کوستے تھے چلا کر | عورتیں رو رہی تھیں چلا کر
مثل ثابت قدم بچا پس قدم | دور لڑکے سے تھا کھڑا بےغم
چشم سر چشم ہونٹھ بند کئے | تھا کھڑا مستقل کمان کو لئے
خم کیا پشت کو مثال کمان | تو بھی تھی اسپہ اسکی قربان
واقعی یہہ زمین معمورہ | حسرت و رنج و غم سے پر ہی سدا
بد و عصیان سے آج تک ایسا | سوگ زا واقعہ نہیں دیکھا
تھا کھڑا کوہ کی شریف و لیر | رنگ رخ خوف سے نتھا تغیر
اور پکارا کہ تیر مارو ہاں | شست حلقی میں کیا خطا کا گمان
باپ بولا کہ بارک اللہ پسر | تیری ہمت سے ہوں خجل یکسر
کھینچی پھر تا بگوش اپنی کمان | اور بتا تار تیر تھا وہیان
لوگ چلائے تیر جب چھوٹا | اُڑ گیا سیب بچ گیا لڑکا
گو بشر کا بشر برا چاہے | وہی ہوتا ہی جو خدا چاہے
کیونکہ واقع میں تیر خوب و صحیح | ایسا اسکی چلا کمان سے صحیح

گویا پہنچا دیا فرشتے نے — جو گرا سیب ہوگئے دو ٹکڑے
جب دلیرانہ ہو چکا یہ کام — بولا حاکم کرونگا وعدہ تمام
اور بولا کہ اپنے گھر کو جاو — دونون تم باپ بیٹے گلہ چراو
سر دھری سے بولا دہقان یون — شکر نعمت کا کیا تمھاری کرون
ہی سزاوار حمد و شکر خدا — مین کرونگا اوسی کا شکر ادا
تو بھی مغرور جان تیرا چل — پاس بھی گر نشانہ جاتا ٹل
بیگنہ گر یہ لڑکا مر جاتا — جب ہی وقت سفر ترا آتا
کیونکہ تھا تیر دوسرا دیکھو — پہنچا کچھ جو زخم لڑکے کو
خیر اب تم کرو ثنائے خدا — کہ مرا پہلا تیر راست چلا
حق کی اللہ نے اعانت کی — اور گنہ سے مری حفاظت کی
وہ تکبر سرشتون کو کیا کیا — کرتا ہی نادم و خجل ہر جا
حامی ہی وہی عاجزون کا اگر — ہون مقابل جو اُسکے طاقتور
حمد اُسکی بزرگ نام کو ہی — حمد اُسکی سترگ نام کو ہی

خواہش طفل

آرزو ہی بتون مین ایک پرند — سب سے اونچا اڑون بہت ہی بلند
چرخ نیلی و ابر زرین سکے — سیر کرتا پھرون کنارون پے
افق بحر سے بوقت سحر — پہلے سورج پہ پڑتی میری نظر

اور شعاع اسکی رنگتی پر پھیرے | پہلے مینارہاے بالا سے
دیکھتا کوہ پر سے جرم اسکا | غرب مین جب تہ شفق ہوتا
پہلے اس سے کہ خواب مین جاتا | مین مناجات شام کو گاتا
جبکہ مین کوہ و دشت مین آتا | کسقدر ملک دیکھتا جاتا
سیر صحرا و کوہ مین کیشر | کیسی کیسی زمینین آتی نظر
چرخ سے بے راہ کا نکرتا ہراس | وہم گمراہی کے نہ پھٹکتا پاس
مین وہان اڑتا ہی جہان نو نور | گرد زیتون کے شعبۂ انگور
سایۂ برگ حنا کا مین پاتا | دھوپ سے دوپہر کی بچ جاتا
اب چڑھون گو مین کوہ اعلی پر | تو بھی کچھہ دور تک نہ آسے نظر
آہ ہوتے وہ بازو میرے پاس | کس قدر خوش مین رہتا بیوسواس
اڑ سکے بازیون فلک پہ کہان | جس طرح ہی خیال گرم عنان
ابر ہو پردہ دار لاکھہ اگر | نظر چشم دل رکے کیونکر
تم ہو ہان بھولتے دعاے شام | پیش خورشید پڑھنے سے کیا کام
حمد کرتے ہو تم تو آ سکے حضور | رو بہ رو جسکے مہر ہی بے نور
دورۂ شمس گرد چرخ و زمین | جان سکتے ہو سبکا ٹھیک یقین
گرچہ حائل ہین یہ سمندر سب | دیکھ سکتے ہو مشرق و مغرب
غیر ملکون مین سرخ جلد کتان | رہنما ہوتا ہی ہوا مین ہان

جواب

گو کہ بازو قرار اسکا نہ پائے — پہلے دہان پر خیال تمکو لائے

مرغ کیسا ہی ہو قوی بازو — تھک سکے ہی یہہ جانتا ہی تو

طاق وارستگی مین ہی ہر چند — لیک کر سکتے نہین اُسے پابند

پر نہین رہتا بازِ طیرِ خیال — ہی شعاعون سے تیز سیر خیال

اک زیادہ ہی بلک خوب و خوش — اُس سے جو ہی طیور کا دلکش

ہی جدا یہان کے لالہ زاران سے — اوّل و آخرِ بہاران سے

پر نہین یہان پر ہی دنیا کے — ہو وے حکم الہی جن کے لیے

عرضی موش محبوس

سینے فریاد موش غمگین کی — تھا جو اک موشدان مین قیدی

نامناسب ہی گر کرو دل سخت — سنکے فریاد قیدی بدبخت

بیٹھا تنہا ہوا ہون زار و غمین — قفس تار ہلے آہن مین

ڈر رہا ہون قریب صبح سے کیا — پیش لاتی ہی وہ قضا کا لکھا

جوش آزادگی ہی دل مین اگر — قطع زنجیر ظلم پر ہی نظر

ظلم سے جابرون کے اے لوگو — موش آزاد کو رہا کر دو

اور مہمان سرا کو اپنے سجاو — داغ مت خون بیگنہ سے لگاو

اور نہو ایسی فتح سے خوشدل — جو ہنر ویر سے تمنے کی حاصل

اک فتوحات پر جو ہی اک شئے — جسکی کچھ قدر رہی نہ قیمت ہی

اک ضیافت کی ریزہ چینی خوان — قوت بسری کا ہی مری سامان

پر بشر ملکیہ تم سبھون کو عزیز — ہو نہ دلبر وہ بخشش ناچیز

نور دلچسپ اور اچھی ہوا — ہین عطیات و فضل عام خدا

ہوئے گُل ذی حیات کو وزرا — فیض عام خدا سے فیض رُبا

تربیت یافتہ دلِ عاقل — رحم کرتا ہی سب پہ الحاصل

چار طرف زمانہ اپنی نظر — ڈالتا ہی وہ ایک سی سب پر

اور سب ذی حیات وحیوان کا — ہی وہ ہمدرد وقت رنج و عنا

لڑکپن کی پہلی مصیبت

آہ پھر بھائی کو مرے بلواو — مجکو اور اسکو ایک جا بٹھلاو

گُل سے کھلے برا ٹے بہار آئی — ہی بتاؤ کہان مرا بھائی

تتلیان کرنون مین چمکتی ہین — کیسی کیسی عجب دمکتی ہین

انکے پیچھے مین دوڑتا ہی نہین — ہان بُلا دو جو بھائی ہووے کہین

ہم نے بچو کہ پھول بوئے تھے — گرچہ سبزہ زار باغ سب وہ اُگے

شاخہائے درخت مین انگور — بوجھ سے جھک رہے ہین پاس اور دور

آہ اسکو بلائے تو کوئی — ہی وہ کس جا بتائے تو کوئی

میرے پیارے نہین وہ سُنتا صدا — پاس بھی اب نہین وہ آسکتا

خندہ زن جون بہار وہ چہرہ — پھر زمین پر نظر نہ آئیگا

زندگی ختم ہی کی اور شباب ‏ دی گئی تھی اُسے مثال گلاب

جائے تو کھیل ای پسر تنہا ‏ باغ جنت مین ہی ترا بھیّا

کھلونون چھپرون کو اُسنے چھوڑ دیا ‏ میری بیفائدہ ہی اُسکو ندا

گرمیون کے دنون مین بھی کیا وہ ‏ کھیلنے آئیگا نہین لوگو

مرغزار اور چشمہ سارون ‏ ساتھ پھرنا ہوا وہ سب آخر

آہ جب بھائی ساتھ کھیلتا تھا ‏ کاش مین خوب پیار کرلیتا

(۱۴) در بیان تمیز حق و باطل

چھوٹا لڑکا تھا مدرسے مین ایک ‏ نسبت اور لڑکون کے سلیم اور نیک

ایسا وقت آیا ایک اُسکا ہوا ‏ امتحانِ دیانت و تقویٰ

اُسکے ہمجولیون کی سازش تھی ‏ کسی کے باغچہ سے لانے کی

التجا اُس سے کی کہ ہو تو معین ‏ بے معین کوئی کام خوب نہین

متحیر ہوا وہ شرم پناہ ‏ کیا انکار اُسنے اُن سے کہا

کیا چرائین گے جیسے کہتا ‏ ہی ہمارا غریب ہمسایہ

کرتا ہون مین تمہاری بھی منت ‏ یہہ ارادہ برا ہی جماعت

اور علاوہ وہ مرد مفلس ہی ‏ باغ رعیتی ہی اُسکا اُسکے لیئے

پھر خیال اُسکے کیجے بچون کا ‏ کیونکہ اُنکا بھی ہی وہی ٹکرا

خوب کہتے ہو تم ہو نیک شعار ‏ پر ہمین سیب باغ مین درکار

سیب لا دینگے دینگے حصہ ‏ تم چلوسگے جو ساتھ البتہ
گر نجاؤ گے تم تو ہم لاریب ‏ ناشپاتی نہ دینگے تمکو نہ سیب
کہہ چکے وہ تو توتا نے جانچا ‏ دل مین اُس گفتگو کو سرتاپا
دیکھتا ہون کہ جائینگے وہ ضرور ‏ کتنا افسوس ہی کہ ہون مجبور
تھا مناسب غریب ہمسایا ‏ اُسکو نقصان نہ پہنچنے دیتا
حیلہ ممکن جو کوئی پاتا مین ‏ میوہ ہمسایئے کا بچاتا مین
پر مرا پیچھے اُن سے رہجانا ‏ فائدہ مند اُسکو کیا ہوگا
منحصر مجھپہ رہتا گر یہہ کام ‏ سیب اُسکے درخت سے نہ تھام
گرنے دیتا نگر سے وہ جبتک ‏ جون کے تون ہی لٹکتے وہ بیشک
لیک وہ لین گے واقعی اُسکو ‏ دل مین ہی جاؤن مین کبھی ہو سو ہو
رہیگا جانیسے میرے کیا نقصان ‏ گر ملے مجکو چند سیب ہان
سو ہوا جب اِس طرح سے رفع گمان ‏ ہوگیا بارے اُسکو اطمینان
گو وہ تجویز مین شریک ہوا ‏ پر سلامت کہان خلاف رہا
لوٹ کا حصہ گو کہ اُسنے لیا ‏ لیک مالک پر اُسکو حیف رہا
خواب غفلت مین اتفاقاً آیا ‏ اُسکے دل کا یہ جلد جاگ اُٹھا
سخت الفاظ سے عتاب کیا ‏ اہل تقصیر کو خطاب کیا
حیلہ چھوڑو سمجھو ہی بدنامی ‏ سخت سے بے فائدہ ہی خودکامی

زندگی خرمی کی اور شباب – دی گئی تھی اسے مثال گلاب
جا کے تو کھیلا اپنے تنہا – باغ جنت میں ہی ترا بھیا
پھولوں جھڑیوں کو اسنے چھوڑ دیا – میری بیفائدہ ہی اسکو ندا
گرمیوں کے دنوں میں بھی کیا وہ – کھیلنے آئیگا نہیں لوگو
مرغزار اور چشمہ ساروں پر – ساتھ پھرنا ہوا وہ سب آخر
آہ جب بھائی ساتھ کھیلتا تھا – کاش میں خوب پیار کرلیتا

در بیان تمیز حق و باطل [١٢]

چھوٹا لڑکا تھا مدرسے میں ایک – نسبت اور لڑکوں کے سلیم اور نیک
ایسا وقت آیا ایک اسکا ہوا – امتحان دیانت و تقوی کی
اسکے ہمجولیوں کی سازش تھی – کسی کے باغچہ سے چرانے کی
التجا اس سے کی کہ ہو تو معین – بے معین کوئی کام ہو نہیں
متحیر ہوا وہ شرم پناہ – کیا انکار اسنے ان سے کہ آہ
کیا چرائینگے سیب ہم آ کر – ہی ہمارا غریب ہمسایہ
کرتا ہوں میں تمہاری بھی منت – یہہ ارادہ برا ہی جاؤ مت
اور علاوہ وہ مرد مفلس ہی – باغ روٹی ہی اسکا اسکے لیئے
پھر خیال اسکے کچے بچوں کا – کیونکہ انکا بھی ہی وہی ٹکڑا
خوب سے کہتے ہو تم ہو نیک شعار – پر ہمیں سیب باغ میں درکار

سیب لاوینگے دیوینگے حصہ | تم چلوسے گے جو ساتھ البتہ
گر نجاؤ گے تم تو ہم لا ریب | ناشتابی ندینگے تمکو سیب
کہہ کے چلے وہ تو تامل سے جانچا | دل مین اُس گفتگو کو سنتا پایا
دیکھتا ہون کہ جائینگے وہ ضرور | کتنا افسوس ہی کہ ہون مجبور
تھا مناسب غریب ہمسایا | اُسکو نقصان نہ پہنچے دیتا
حیلہ ممکن جو کوئی پاتا مین | میوہ ہمسائے کا بچاتا مین
پر مرا پیچھے اُن سے رہجانا | فائدہ مند اُسکو کیا ہوگا
منحصر مجھ پہ رہتا گر یہہ کام | سیب اُسکے درخت سے تنہا
گر نہ دیتا مگر سے وہ جبتک | جون کے تون ہی لٹکتے وہ بیشک
لیک وہ لین گے واقعی اُسکو | دل مین ہی جاؤن مین بھی ہو سو ہو
ہوگا جانے سے میرے کیا نقصان | گر ملے مجکو چند سیب ہان
اُنہوا جب اِس طرح سے رفع گمان | ہوگیا بارے اُسکو اطمینان
گو وہ تجویز مین شریک ہوا | پر طبیعت کہان خلاف رہا
لوٹ کا حصہ گو کہ اُسنے لیا | لیک مالک پر اُسکو حیف رہا
خواب غفلت مین اتفاقاً آیا | اُسکے دل کا یہ جلد جاگ اُٹھا
سخت الفاظ سے عتاب کیا | اہل تقصیر کو خطاب کیا
حیلہ چھوڑو سمجھو ہی بدنامی | سخت بے فائدہ ہی خود کامی

ہون تمھارے اگرچہ کچھ اقوال	عدل ہوگا مطابق افعال

ذکر ابابیل بدیسی کا

ای ابابیل تیز بازو و پر	چرخ بازی مین تیز بازی گر
تیز تون کا جب کرے ہی شکار	تیز پروازیون مین سو سو بار
کبھی نیچے ہی اور کبھی اوپر	اور کبھی ہی ادھر کبھی ہی ادھر
گر مین ہمسر تیرا ہو سکتا	بر سر دشت اور سر دریا
موج زن ہوتی کیسی کیسی لہر	اور ہوتے نمود کیا کیا شہر
میری آنکھون کے سامنے کیا کیا	آتے آفاقہائے ارض و سما
اول انگلنڈ کے جنوب تا	آنبا پر سے پھر بلند اڑتا
پر خطر راہ آگے پیش آتی	تا بدشت فرانس بڑہ جاتی
خیل مرغان مین کھیلتا یکسر	ساحل اخضر لوآئر پر
اور نہر گرون کے ساحل پر	بورڈیو ہی جہان پہ زیب آور
ہوکے ہم سطح سر پہ اڑتا	تیز بالی سے جون نظر اڑتا
اور کوہ پرینی پہ آکر	آس سکے ہین شجر جہان یکسر
شاخ شاخ درخت پر اڑتا	ہوکے پھر وہان سے تیز پر پہنچا
دشت اسپین مین کہ ہین پھرتے	گرگ صیاد گرد گلون کے
کیڑے ریشم کے پورتے ہین وہان	اور زیتون کا ہی نخلستان

سے کیسے آہستہ اور با استقلال — سے چلتے ہین دلکشی سے حرچ چال
ایسی ہی روز و شب مین ماہ شہور — جاتا سوے دکن نہایت دور
کوہ طارق کے بھی کرار سے — اور سمندر کے بھی کنار سے
اڑکے افریقہ کے کنارون پر — جو ہین خوش میوہ دار گرم تر
کرتا آرام تا زمان بہار — ق — کہ نسیم بہار ہوکے دو چار
راستہ پر وطن کے لے آتی — میرے مولد مین مجکو پہنچاتی

سادگی طبیعت کی خواہش

خندہ زن لوگ مسکراتے ہین — اور ہنسی مین مجھے سناتے ہین
کہو البنان کب بنوگے تم — یا سدا طفل ہی رہوگے تم
کس قدر سال عمر کے گذرے — اور ابھی آپ ہین وہی لڑکے
ہون یہہ بیزار ننگ پیری سے — کہ ہون خوش انکی خردہ گیری سے
وہ تبسم جو کرتے ہین باہم — مجکو ہوتی ہی فرحت پیہم
شکر اپنے خدا کا کرتا ہون — گو مین بوڑھا ہون دل سے لڑکا ہون
کیا ہی وہ چیز جسکو کہتے ہو — کہ کرون مین حصول اب اسکو
یعنی اب مین وہ قائدہ چاہون — جسکی نفرت سے چونک پڑتا ہون
یعنی اک پیش و پس کا صرف دماغ — رنج آسودگی و خار فراغ
اور دل سرد اگر ہوا حاصل — جز زیان نفع اس سے کیا حاصل (?)

ہین رنگ نے ہین وہی شی نایاب	حظ طفلی و زیرکی شباب
غرض اک شی نصیب ہی مجکو	دل تو رکھتا ہون گو دماغ نہو
یہی طفلانہ سنجی ہی قبول	نہو عقل شباب گو کہ حصول
خوش ہون ہنستا ہون نہین غم مین	رہنے دو مجکو میرے عالم مین

